82

سفر یورپ سے واپسی پر حضرت خلیفۃ المسیح کا پہلا خطبہ جمعہ

(فرمودہ ۲۸ نومبر ۱۹۲۴ء)

تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا

میں آج بوجہ حلق کی خرابی اور بوجہ اس کے کئی دنوں سے متواتر دن کے بہت سے حصوں میں تقریریں کرتا رہا ہوں۔ کوئی لمبی بات نہیں کہنا چاہتا۔ لیکن چونکہ خطبہ جمعہ اسلامی طریق کے مطابق اعلانات کا موقعہ ہے۔ اس لئے میں اس خطبہ میں جو واپسی سفر یورپ کے بعد پہلا خطبہ ہے۔ جو مجھے اس ملک میں پڑھنے کا موقعہ ملا ہے۔ اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ میں اس خدمت اس اخلاص اس قربانی اور اس ایثار کا شکریہ ادا کروں۔ جس اخلاص جس محنت جس جانفشانی جس قربانی اور جس ایثار کے ساتھ میرے بعد ان لوگوں نے جن کو ہندوستان کی جماعت احمدیہ کا انتظام سپرد کیا گیا ہے۔ انتظام کو چلایا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرماتے ہیں۔ **من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ**[1] جو انسانوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا۔ وہ خدا کا بھی نہیں کرتا۔ مجھے خوب یاد ہے۔ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام گھر میں بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت والدہ مکرمہ تھیں اور میں تھا۔ کوئی بات شروع ہوئی۔ آپ نے فرمایا۔ مولوی صاحب (حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ) کا وجود خدا تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے۔ اگر مولوی صاحب اپنی جگہ پر ہوتے۔ تو لوگوں کے لئے مرجع کے طور پر ہوتے۔ کیونکہ بڑے بھاری طبیب اور مخلوق کے بڑے خیر خواہ ہیں۔ مگر باوجود اس کے کہ خدا تعالیٰ نے انہیں یہ عزت اور یہ رتبہ دیا سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر یہاں آ گئے اور سلسلہ کا کام اور غریبوں کا علاج کرنے لگے۔ اس کا ثواب ہم کو بھی ملے گا کیونکہ وہ ہماری وجہ سے یہاں آئے ہیں۔ اگر ہم ان کا شکریہ نہ کریں تو یہ خدا تعالیٰ کی ناشکری ہو گی۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ دلوں پر قبضہ خدا تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ میں نے اپنی کسی خوبی اور اپنی عقل سے لوگوں کے دلوں پر قبضہ کر لیا۔ خوبصورتی، علم، لیاقت قابلیت

بہت اچھی چیزیں ہیں۔ مگر ان کا لوگوں کو نظر آنا کسی بندہ کے اختیار میں نہیں ہے۔ بہت سی خوبصورتیاں بغیر کسی کے دیکھے اور بغیر اپنا کوئی قدر دان پیدا کئے برباد ہو جاتی ہیں بہت سی لیاقتیں بغیر لوگوں کی توجہ کے چھپی رہتی ہیں۔ بہت سے علوم بغیر کسی پر ظاہر ہوئے مٹ جاتے ہیں۔ اس لئے اگر کسی کو یہ سب خوبیاں مل بھی جائیں تو بھی کلام چلانے والے اور اس کے دست و بازو بننے والے آدمیوں کا اسے مل جانا۔ اس کی کسی خوبی کی وجہ سے نہیں کہا جا سکتا۔ کیونکہ خوبیوں کی طرف لوگوں کو توجہ دلانا خدا تعالیٰ کا ہی کام ہے۔ لیکن اگر ان خوبیوں سے خالی ہو۔ تو اس کی طرف لوگوں کی توجہ کا پھرنا محض خدا تعالیٰ کا فضل ہی ہو سکتا ہے۔

پس میں ان دوستوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جنہوں نے میرے بعد جماعت کا اخلاص سے کام کیا۔ یعنی امیر جماعت احمدیہ ہند مولوی شیر علی صاحب اور ان کے نوائب مفتی محمد صادق صاحب و میاں بشیر احمد صاحب اور مجلس شوریٰ کے تمام ممبروں کا شکریہ ادا کرنے اور خدا تعالیٰ سے انہیں اعلیٰ بدلے ملنے کی التجا کرنے کے بعد اس رب ودود کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جو حق کے لحاظ سے سب سے پہلے شکریہ کا مستحق ہے۔ لیکن چونکہ وہ دل کے خیالات اور قلبی احساسات پر مطلع ہے۔ پیشتر اس کے کہ ہم زبان سے اس کا شکریہ ادا کریں۔ وہ دلی حالات سے واقف ہوتا ہے۔ اور پیشتر اس کے کہ اپنے خیالات کو الفاظ میں لائیں۔ وہ ذرہ ذرہ سے آگاہ ہے۔ اس لئے میں نے خیال کیا کہ اس کا ذکر بتدریج بعد میں آئے۔ یعنی پہلے ادنیٰ کا ذکر ہو۔ پھر اعلیٰ کا پس میں اس کے حضور دعا او رالتجا کرتا ہوں کہ وہ ہماری جماعت کے اخلاص محبت قربانیوں اور ایثار کو اور زیادہ کرے۔ ہمارے اندر ایسے آدمی پیدا ہوں۔ جو سلسلہ کے کاموں کو چلانے کی قابلیت اور اہلیت رکھتے ہوں۔ جن کے دل خدا تعالیٰ کی محبت سے پر ہوں۔ ان کے قلوب اس کی مخلوق کی شفقت سے معمور ہوں۔ ان کا ایک سرا ذات باری کی صفات سے وابستہ ہو۔ تو دوسرا سرا بنی نوع انسان کی ہمدردی کے کنڈے سے بندھا ہوا ہو۔ وہ اپنے مفاد اور اپنے کاموں کو ترک کر کے اللہ تعالیٰ کے لئے زندگی وقف کریں۔ خدا تعالیٰ ان کی کوششوں کو زیادہ سے زیادہ بار آور کرے۔ جو کچھ اب تک ہوا ہے۔ محض خدا کے فضل سے ہوا ہے۔ اور آئندہ بھی جو کچھ ہو گا۔ اسی کے فضل سے ہو گا۔ انسانی کوششوں سے نہ پہلے کچھ ہوا ہے۔ نہ آئندہ ہو گا۔ مگر ہماری کوتاہیوں ہماری سستیوں سے خدا تعالیٰ کی نعمتیں ہلائی جا سکتی ہیں۔ میں دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ہمیں ان غفلتوں ان سستیوں اور ان کمزوریوں سے بچائے۔ ہم پر اپنے رحم کی نظر رکھے اور ناراض نہ ہو۔

میں پھر ساری جماعت احمدیہ کے لئے دعا کرتا ہوں کہ جس طرح اخلاص اور محبت سے یہ زمانہ گذرا ہے۔ ایسے ہی اسے ہمیشہ کے لئے آپس کی محبت سے معمور رکھے۔ اور ہمیشہ خدا سے اس کا تعلق قائم رہے۔ کسی دن وہ خدا سے دور نہ ہوں۔ اور خدا ان سے دور نہ ہو۔ وہ خدا کے ہوں۔ اور خدا ان کا ہو۔ اور رضی اللہ عنہ و رضواعنہ کے پورے پورے مصداق بن جائیں۔

اس کے بعد میں دوستوں کو اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ جیسا کہ پچھلے سال اسی ماہ میں آج سے تین چار دن پہلے ایک خواب کی بنا پر اعلان کیا گیا تھا کہ پھر طاعون پھیلنے والی ہے وہ خواب پوری ہوئی۔ اور ایسی حالت میں پوری ہوئی کہ گورنمنٹ کے اعلان بتا رہے تھے۔ کہ طاعون کو بالکل مٹا دیا گیا ہے۔ اور اب وہ نہیں پھیل سکتی۔ مگر اس کے خلاف طاعون کے پھیلنے کی خبر قبل از وقت شائع کر دی گئی تھی۔ اس کے بعد طاعون پڑی اور ایسی شدید پڑی کہ گذشتہ ۸ - ۱۰ سال میں ایسی نہ پڑی تھی۔ اب کے پھر اپنے موسم سے قبل شروع ہو گئی ہے۔ اور قادیان میں بھی ہے جس کے متعلق ڈاکٹروں کو بھی توجہ دلاتا ہوں کہ تدابیر کریں۔ مگر اس کے متعلق اصل تدبیر تو خدا تعالیٰ ہی کے آگے کرنا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الہام ہوا تھا۔ آگ تیری غلام بلکہ تیرے غلاموں کی غلام ہے۔ اس آگ سے مراد طاعون بھی ہے۔ اور حضرت مسیح موعود کی غلامی میں داخل ہونا اس کا علاج ہے پس خدا تعالیٰ سے دعا مانگنا اصل علاج ہے۔ اور اس کا فضل چاہنا صحیح تدبیریں ہیں۔ مگر اس نے خود ہی ایسی تدبیریں بتائی ہیں کہ جن سے مومن اور کافر دونوں فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ بلکہ مومن کا کام یہ ہے کہ ان سے زیادہ فائدہ اٹھائے۔ کیونکہ وہ اس کے رب کی طرف سے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بارش کا قطرہ منہ کھول کر اس میں ڈالتے اور فرماتے یہ خدا کی تازہ نعمت ہے۔ کیا ہی شکر گذار دل ہے۔ تو اگر یہ تدبیریں کسی اور ہستی کی طرف سے ہوتیں تو مومن ان کے قریب بھی نہ جاتا لیکن جب یہ ہمارے رب کی طرف سے ہیں۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ ان پر عمل نہ کریں۔ پس چاہیئے کہ دوست ان ایام میں مکانوں اور کپڑوں کو دھوپ لگوائیں ہیں۔ جن کو میسر ہو جرابیں پہنیں۔ کونین کافور اور جدوار کی گولیاں ایک ایک صبح وشام کھائیں اور صفائی کا خاص طور پر خیال رکھیں۔ جہاں کوئی مریض ہو۔ وہاں حفظان صحت کی رو سے احتیاط کی جائے۔ مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہمدردی نہ کریں۔ مومن کا فرض ہے کہ خواہ کوئی ہو۔ مصیبت کے وقت اس کی ہمدردی کرے۔ یہاں ہندوؤں اور غیر احمدیوں سے ہمارے اختلاف رہے ہیں۔ اور ہیں۔ ان کا کوئی خیال نہیں کرنا چاہیئے۔ میں سب احمدیوں کو اور خاص کر ڈاکٹروں کو ہدایت کرتا ہوں کہ ان کی نظر

میں احمدی اور غیر احمدی سب برابر ہوں۔ خواہ کوئی آریہ ہو۔ ہندو ہو۔ ہمارا شدید مخالف بھی ہو۔ تو بھی یہی خیال رہے کہ اس کی جان ایسی ہی قیمتی ہے۔ جیسی خدا تعالیٰ کی دوسری مخلوق کی پس ہر ایک سے ہمدردی کی جائے۔ ہر ایک کی بیماری کا علاج کیا جائے۔ اور ہمارے دروازے سب کے لئے کھلے ہوں۔ خواہ کوئی ہمارا دشمن ہی ہو۔

ہماری جماعت کے وہ لوگ جو اپنے وقت کا کچھ حصہ بچا سکتے ہیں۔ اپنے آپ کو والنٹیر کریں۔ تاکہ ڈاکٹران سے کام لے سکیں۔ پھر دعاؤں میں بھی سب کو یاد رکھو۔ خواہ کوئی کسی مذہب و ملت کا ہو۔ مومن اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کا مظہر سمجھتا ہے۔ اور خدا کے فیض مومنوں پر ہی نہیں ہوتے۔ بلکہ اس کے بہت سے فیض ایسے ہیں۔ جو مومن کافر سب کو حاصل ہوتے ہیں۔

امید ہے کہ دوست میری ان باتوں پر غور اور عمل کر کے اخلاص اور سچے تقویٰ کا ثبوت دیں گے۔ تاکہ دوسروں کے لئے نمونہ ہوں۔ اور تا سچا ایثار خدا کے رحم کو جذب کرے۔

میں پھر خصوصیت سے دعاؤں پر زور دینے کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ ہم کمزور ہیں۔ اور ہو سکتا ہے۔ کہ کسی کی یا عام جماعت کی کمزوری کی وجہ سے لوگوں کی ٹھوکر کا موجب ہوں۔ اس لئے خاص طور پر اپنے لئے اپنے سب بھائیوں کے لئے اپنے ہمسائیوں کے لئے دعائیں کرو۔ اللہ تعالیٰ سب کو توفیق دے کہ اس کی رضا کو حاصل کر سکیں۔ اور اس کے منشاء کے مطابق عمل کر کے ہر قسم کے دکھوں سے محفوظ رہیں۔ اور شماتت اعداء کا موجب نہ ہوں

(الفضل ۱۹ مارچ ۱۹۲۵ء)

۱۰: مجمع بحار الانوار جلد ۲ باب التین